ماں

شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی

میرے سب کام میری ماں کی دعاؤں سے ہوئے
ورنہ دوزخ نہ کبھی سرد، ہواؤں سے ہوئے

ماں! تو میرا دل ہے، میری روح ہے..... تو سرچشمۂ رحمت ہے..... تو ایک آفاقی علامت ہے جس میں الوہیت کی جھلک نظر آتی ہے..... تو وہ ہستی ہے جس کے خلاف کچھ کہنا گناہ ہے..... کوئی بھی انسانی رشتہ، تیرے رشتے کی ہمسری نہیں کرسکتا..... میں تیری محبت وشفقت اور ماما کو کسی بھی تشبیہہ، استعارے یا تمثیل سے واضح نہیں کرسکتا..... لفظ وبیاں کی تمام رمزیں، لطافتیں اور بلاغتیں، تیری شفقت کی رفعت ووسعت پر قرباں.....!

ماں! تو نے میرا مستقبل سنوارنے میں ہمیشہ میری مدد کی ہے..... تو نے مجھے ہمت اور حوصلے سے زندگی گزارنے کی جرأت دی ہے..... مجھے زندگی کا شعور دیا ہے..... میرے وجود کو ظہور دیا ہے..... تو نے اپنے آنچل سے میرے اشک پونچھ کر، مجھے مسکرانا سکھایا..... اگر کبھی میں گر پڑتا تو تُو بے تحاشا دوڑ کر مجھے اٹھاتی، میری چوٹ کو چومتی..... تو پل بھر میں میرے وجود کے سارے دکھ چن لیتی تھی..... مجھے یاد ہے میں جب بھی بیمار پڑتا تو تیری مامتا بے چین و بے قرار ہو جاتی اور اگر کبھی میری حالت زیادہ خراب ہو جاتی تو تُو رونے لگتی..... تیری آنکھوں سے تھرتھراتے ہوئے آنسو اور دعا کے لیے لرزتے ہوئے ہونٹ آج بھی میرے سامنے ہیں..... وہ آنسوؤں کا قافلہ..... اشکوں میں بھیگی مامتا، اب بھی مجھے یاد ہے.....!

ماں! میرے خون کے ہر قطرے پر تیرا نام ہے جو اسے منجمد نہیں ہونے دیتا کہ تیری دعائیں آج بھی میرے سر پر سایہ فگن ہیں..... میرے ذہن کی تختی پر تیرا نام کندہ ہے.....

ماں! میرے دل کے فرش پر تیری یادیں اب بھی ٹہلتی رہتی ہیں اور میں جب بھی اپنے دل کے ڈرائنگ روم کا دروازہ کھولتا ہوں اور دیکھتا ہوں تو اُس میں جو تصویر سب سے نمایاں نظر آتی ہے وہ تیری ہی ہے.....!

ماں کے قدموں میں سکوں آج بھی ملتا ہے مجھے
ماں کی تربت سے دعاؤں کی صدا آتی ہے